www.KitaboSunnat.com

شیخ القراء قاری محمد طاہر رحیمی ☆

کیا حدیث سبعة أحرف متشابہات میں سے ہے؟

حدیث سبعة أحرف کے بارے میں متجدّدین کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ یہ 'متشابہات' میں سے ہے، لہٰذا اس حدیث کی بنیاد پر ثابت ہونے والی قراءات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے علمی جائزہ کے لیے ہم محقق عالم دین اور فن قراءات کے نامور استاد مولانا قاری طاہر رحیمی رحمہ اللہ کی زیر نظر تحریر کو ہدیہ قارئین کررہے ہیں، جس میں انہوں نے سبعة أحرف کے ضمن میں وارد شدہ متعدد روایات کو پانچ متنوع اقسام کے تحت جمع فرما دیا ہے، جس سے جہاں سبعة أحرف کے مفہوم میں موجود الجھنیں ختم ہوتی ہیں، وہیں اس دعوی کی بھی تردید ہوجاتی ہے کہ یہ حدیث 'متشابہات' میں سے ہے۔ موصوف کی شخصیت کا امتیاز ہے کہ وہ علمی پختگی اور محدثانہ ذوق کے حامل تھے اور علم قراءات کے بارے میں اُردو دان طبقے کے لئے ان کی خدمات اس قدر عالیشان ہیں کہ انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

یاد رہے کہ مصنف کی یہ مفید تحریر حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ کی حالات زندگی پر مرتب شدہ کتاب 'حیات ترمذی' سے اخذ کی گئی ہے، جس کا اصل نام تو 'ضیافت مدینہ' تھا، لیکن موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے ہم اسے 'کیا حدیث سبعة أحرف متشابہات میں سے ہے؟' کے عنوان سے شائع کررہے ہیں۔ [ادارہ]

درحقیقت سبعہ اَحرف کے متعلق پانچ طرح کی اَحادیث وارد ہوئی ہیں:

اوّل: وہ اَحادیث جن میں سبعہ احرف بمعنی 'سبعہ معانی آیاتِ قرآنیہ' ہے، یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں ''أنزل القرآن علی سبعة أحرف لکل آیة منها ظهرٌ وبطنٌ ولکل حدٍّ مطلعٌ'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں (جیسا کہ شرح السنة میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعا مروی ہے بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۳۵ کتاب العلم الفصل الثانی) مقصد یہ ہے کہ ہر آیت کے سبعہ معانی ہیں:

① ظاہری لغوی معنی
② باطنی تفسیری مقصودی معنی
③ اَسرار ونکاتِ بلاغت
④ خواص وکیفیات
⑤ فوائد ومعارف
⑥ اَحکام مستنبطہ
⑦ مسائل سلوک مستنبطہ جن میں سے بعض ظاہری ولغوی اور بعض باطنی تفسیری، اسرار، خواص، فوائد معارف وغیرہ ہیں، پھر ظاہری وباطنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اس کی حد تک ایک مقامِ ادراک اور آلۂ وذریعۂ

☆ پاکستان میں پانی پتی سلسلہ قراءات کے بانی استاد...... مصنف کتبِ کثیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

معرفت ہے کہ ظاہری معنی کا مقام ادراک 'ادب عربی' ہے اور باطنی تفسیری کا مقام اِدراک 'حدیث و بیان نبوی' ہے۔ اور اس تفسیری معنی کے توابع (اسرار بلاغت، خواص و کیفیاتِ آیات، فوائد معارف، احکام فقہ، مسائل سلوک) کا مقام اِدراک یہ ہے کہ کسی مردِ کامل کے سامنے پامال ہوکر 'ریاضت' کے ذریعہ غرور وپندار اور خود بینی سے 'نفس کا تزکیہ' کیا جائے پھر 'تقویٰ وطہارت اور قرب خداوندی' کے نتیجے میں خاص وہبی علوم ومعارف اور الہامی وَلَدُنّی مواہب وعطایائے ربانیہ دریچۂ غیب سے حاصل کی جائیں، بالخصوص کیفیاتِ آیات مثلاً یہ کہ عذاب کے موقع پر دل لرزاں وترساں ہو جائے اس کا ذریعۂ حصول یہ ہے کہ اولاً تلاوت کے انوار واَحوال وآثار سے اعضائے بدن پر کپکپی طاری ہو جائے پھر ثانیاً دل خشیت وخشوع کے غلبہ سے لرز اٹھے اور اس پر رقت کی خاص وجدانی کیفیت طاری ہوکر گریہ غالب آجائے جو دراصل باطنی انقلاب کا عنوان ہے نیز یہ کہ تلاوتِ قرآن سے عجب وخود پسندی اور خواہشِ نفسانی سلب ہوکر اس پر یقین وعجز کا نتیجہ مرتب ہو جائے، کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [الزمر:۲۳]

''کتاب اللہ کی عظمت سے ان لوگوں کی کھالیں لرز کر ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل یعنی قلب وقالب دونوں اللہ کی یاد کے سامنے نرم پڑ جاتے ہیں اور جھک جاتے ہیں۔''

دوم: وہ اَحادیث جن میں سبعہ ابواب جنت سے 'سبعہ انواعِ مضامین' پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے، ان اَحادیث میں سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ مضامین قرآن ہے، مثلاً حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا:

"إن الكتاب الأول نزل من باب واحد على حرف واحد ونزل القرآن من سبعة أبواب على سبعة أحرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحكم ومتشابه وأمثال" [تفسير الطبرى:۵۳/۱]

یعنی پہلی کتب سماویہ صرف ایک ایک جنتی دروازے سے صرف ایک ایک مضمون پر ہی مشتمل ہوکر نازل ہوئی ہیں (مثلا زبور میں صرف تذکیر وموعظت کا اور انجیل میں صرف مجد وثناء باری کا ذکر تھا) لیکن قرآن کریم سات جنتی دروازوں سے سات قسم کے مضامین پر مشتمل ہوکر نازل ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

① ترك منهى ② علم بالأمر
③ تحليلِ حلال ④ تحريمِ حرام
⑤ علم بالمحكم ⑥ إيمان بالمتشابه
⑦ اتّعاظ بالأمثال

اسی قسم کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً بھی مسند احمد: ۴۴۵/۱ میں منقول ہے۔

سوم: وہ اَحادیث جن میں ابتداءً تسہیل اُمت کے لئے 'سبعہ کلمات مترادفات' کے مطابق قراءتِ قرآن کی اِجازت کا تذکرہ ہے، لیکن بعد میں یہ اجازت عرضۂ اَخیرہ سے بھی قبل منسوخ وموقوف ہوگئی اب قراءتِ بالمترادفات کی قطعاً ممانعت ہے۔ یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں هَلُمَّ، تَعَال، أَقْبِل وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے نزدیک جو 'سبعہ احرف' بمعنی 'سبعہ کلمات ولغات مترادفات' ہے ان کے اس قول کا مصداق اسی قسم کی اَحادیث کو قرار دینا ضروری ہے۔ 'سبعہ احرف' بمعنی سبعہ مترادفات والی چند اَحادیث حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

① حدیث ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا: أن جبرائيل علیہ السلام قال: يا محمد ﷺ إقرأ القرآن على حرف قال ميكائيل علیہ السلام استزده قال: أقرأه على حرفين قال ميكائيل علیہ السلام استزده فاستزاده حتى بلغ سبعة أحرف قال: كل شافٍ كافٍ آية عذاب برحمة أو آية رحمة بعذاب، نحو قولك تعال وأقبل وهلم و اذهب وأسرع وعجل

[مصنف ابن أبی شیبة والطبری والطبرانی واللفظ لأحمد، مسند احمد: ۵/۵۱ المطبعة الميمنية]

''حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ! قرآن کو ایک حرف پر پڑھیے حضرت میکائیل علیہ السلام نے عرض کیا زیادتی کا مطالبہ فرما لیجئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے زیادتی کا مطالبہ فرمایا، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا دو حروف پر پڑھیے، میکائیل علیہ السلام نے دوبارہ عرض کیا۔ مزید کا مطالبہ فرما لیجئے چنانچہ آپ ﷺ نے مطالبہ فرمایا اسی طرح ہوتا رہا حتی کہ سات احرف تک نوبت پہنچ گئی، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ سب کافی وشافی ہیں جب تک کہ آپ عذاب والی آیت کو آیتِ رحمت کے ساتھ یا رحمت والی آیت کو آیتِ عذاب کے ساتھ تبدیل نہ فرمائیں گے اور ان سبعہ احرف کی مثالیں یہ ہیں تَعَال، أَقْبِل، هَلُمَّ، اذْهَبْ، أَسْرِع، عَجِّل (سب کا مفہوم واحد ہے)''

② قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ: كقول أحدكم هلم وتعال [تفسير الطبری: ۱/۴۵]

③ أثر ابن عباس رضی اللہ عنہما: أن أبي بن كعب كان يقرأ كلما أضاء لهم مشوا فيه مروا فيه سعوا فيه

[تفسير القرطبی: ۱/۳۲]

④ أثر ابن عباس رضی اللہ عنہما أيضا: أن أبي بن كعب كان يقرأ للذين آمنوا انظرونا للذين آمنوا أمهلونا للذين امنوا أخرونا للذين آمنوا ارقبونا [حوالہ بالا]

⑤ أثر أنس بن مالك رضی اللہ عنہ: قرأ إن ناشئة الليل هي أشد وطأ وأصوب قيلا "فقيل له: إنما نقرأ 'وأقوم قيلا' فقال أنس: 'وأصوب قيلا' 'وأقوم قيلا' 'وأهيا قيلا' واحدٌ

[تفسير القرطبی: ۱/۳۶]

⑥ جن احادیث میں "أنزل القرآن على سبعة أحرف عليماً حكيما غفورًا رحيماً" (مصنف ابن أبی شيبة، طبری، أحمد من حديث أبی سلمة عن أبي هريرة) وارد ہوا ہے ان کا بھی ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ابتداء اسلام میں اسماء الٰہیہ کی تبدیلی کی اجازت تھی جو بعد میں موقوف ہوگئی ہے۔

چہارم: وہ احادیث جن میں تسہیل اُمت ہی کے لئے سبعہ احرف بمعنٰی 'سبعہ لغاتِ عرب' پر نزولِ قرآن کا تذکرہ ہے جنہیں قراء واہل فن اپنی اصطلاح میں 'اصول' اور 'فروش کلیۃ' سے تعبیر کرتے ہیں (مثلا امالہ نجد میں تمیم قیس کا اور فتح حجازکا لغت ہے۔ فُعْلٌ میں عین کلمہ کا ضمہ حجازی اور سکون تمیمی اَسدی قیسی لغت ہے۔ ضَعف میں ضاد کا فتحہ تمیمی اور ضمہ حجازی واسدی لغت ہے۔ حتّٰی کی بجائے عتّٰی ہذیل کا لغت ہے۔ تعلمون، اعهد وغیرہ میں علامتِ مضارع کا کسرہ اسدی لغت ہے، ہمزۂ ساکنہ کا ابدال قریشی اور اس کی تحقیق تمیمی لغت ہے، لمبی تا رحمت، نعمتَ وغیرہ پر وقف بالہاء قریشی اور وقف بالتا بنی طے کا لغت ہے، بِزَعْمِهِم میں زا کا فتحہ حجازی اور ضمہ اسدی لغت ہے، يَقْنَطُ میں نون کا فتحہ عام اہل نجد کا اور کسرہ اہل حجاز واسد کا لغت ہے، مَنْ يرتَد میں اسی طرح ادغام تمیمی اور مَنْ يَرْتَدِد بالاظہار حجازی لغت ہے، خُطُوٰت میں طا کا ضمہ حجاز واسد کا اور سکون تمیم وبعضِ قیس کا لغت ہے قیل وغیرہ میں اشمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُقیل اسد قیس کا اور خالص کسرہ قریش وبنی کنانہ کا لغت ہے، یاآت زوائد مثلاً یوم یأت لا تکلم اور وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبعنِ ے وغیرہ میں یا کا اثبات حجازی اور حذف ہذلی لغت ہے، یأیُّہ السّحرُ وغیرہ میں ہا کا ضمہ بنی اسد کا لغت ہے، بزعمھم میں زا کا کسرہ بعض بنی تمیم وقیس کا لغت ہے، یَقنُط میں نون کا ضمہ بھی بعض تمیم وقیس کا لغت ہے (جو باب نَصَرَ سے ہے) قیل کی بجائے قُولَ بنی فقعس کا لغت ہے، ردّوا ،ردّت میں را کا کسرہ اور غیر اٰسن کی بجائے غیر یاسن بنی تمیم کا لغت ہے، علیٰ ھذا : ماھذا بشرا بلغتِ ہذیل ،انّ کی بجائے عنّ بلغتِ تمیم ،اعطی کی بجائے انطی بلغتِ سعد بن بکر وہذیل وغیرہ، أنك کی بجائے عنك بلغتِ قیس واسد (وغیر ذلک)

یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں یہ تذکرہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے تخفیف وتسہیل اُمت کی غرض سے بار بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دربارِ الٰہی میں واپس بھیجا اور مزید حصولِ تخفیف کی دعاء ودرخواست فرمائی اور اولا جبرائیل امین علیہ السلام ایک حرف کی پھر دوحرف ولغات کی اس کے بعد تیسری مرتبہ میں سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغات ولہجاتِ عرب کی اجازت لے کر آئے مثلا: یا أبي أرسل إلی أن أقرأ القرآن علی حرف فرددت إلیه أن هوّن علی أمتی فرُدَّ إلیّ الثانیة اقرأه علی حرفین فرددت الیه أن هوّن علی أمتي فرد إلیّ الثالثة اقرأه علی سبعة أحرف [صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب بیان أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف، نیز نسائی، طبری، مسند أحمد، مسند أبي داؤد الطیالسی ، سنن البیهقي]

نیز یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں مطلق "أنزل القرآن علی سبعة أحرف" کے الفاظ کے بعد کلها شافٍ کافٍ آیا ہے (مثلاً مسند کبیر ابی یعلی میں حدیث سیارہ بن سلامہ عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما) یا أیّها قرأت أجزاك کے الفاظ وارد ہوئے ہیں (مثلا مسند احمد میں حدیث اُم ایوب الانصاریۃ رضی اللہ عنہا) اہل عرب کو سہولت وآسانی کے لئے قرآن کریم کو نقل وروایت اور تلقی ومشافہت کی روشنی میں سات لہجات ولغات میں قراءت کرنے کی اجازت دی گئی کہ ان سات لغات والے قبائل میں سے ہر قبیلے کو اپنے لغت کے مطابق تلاوت کرنے کی اجازت ورخصت دے دی گئی۔ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق وہ سات لغات یہ ہیں:

① قریش ② ہذیل ③ ثقیف ④ ہوازن ⑤ کنانہ ⑥ تمیم
⑦ یمن اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ سات لغات یہ ہیں:
① قریش ② خزاعہ ③ سعد بن بکر ④ جشعم بن بکر ⑤ نصر بن معاویہ ⑥ ثقیف ⑦ بنی درام

[فضائل القرآن للامام أبی عبید:ص۲۰۴]

قرآنی چیلنج ہر لغت والے کو تھا، لغاتِ عرب سب کی سب بالجملہ ایک ہی 'لسان عربی' کی مصداق تھیں، سات لغات سے قرآن کریم پورے عرب کے لئے آسان ہوگیا، بلا اجازت سبعہ احرف دعوت اسلامیہ کامیاب نہ ہوسکتی تھی، نیز مختلف لغات وقراءات سے قرآنی معجزہ کا اظہار ہوتا ہے کہ باوجود لفظی اختلاف کے باہم تخالف نہیں پایا جاتا۔ سبعہ لغات پر نزول قرآن ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِي الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ،﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ﴾ ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إلَّا وُسْعَهَا﴾ ، ﴿وَمِنْ آیٰتِه خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِکُمْ وَأَلْوَانِکُمْ﴾ ان آیات قرآنیہ کے بمصداق ہوا۔ اُمیت (ناخواندگی ونانوشتگی) عرب کا مشہور وصف تھا، اُمیین کے لئے بالخصوص ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حرف ولغت کی پابندی میں زیادہ مشقت کا سامنا ہوتا لہٰذا سبعہ لغات واحرف کی اجازت دی گئی۔اسی طرح سن رسیدہ مردوں عورتوں اور صغیر السن بچوں بچیوں کے لئے بھی ایک لغت کی پابندی کی صورت میں دشواری دو چند ہو جاتی اس وجہ سے بھی صغیر وکبیر عرب امیین کی سہولت کے لئے ان کی لغات کے اختلاف وتفاوت کی رعایت کوملحوظ رکھتے ہوئے سبعہ احرف ولغات عربیہ متعددہ مختلفہ کی اجازت دے دی گئی جس سے یہ غرض مقصود بدرجۂ اتم پوری ہوگئی کہ کم سے کم عرصے میں روئے زمین پر قرآنی قانون نافذ وشائع ہوکر فساد کا قلع قمع ہوجائے۔ ابومحمد عبد اللہ بن قتیبہ رحمہ اللہ اپنی''کتاب المشکل'' میں کہتے ہیں:

''حق تعالیٰ نے آسانی عطا کرنے کے لئے اپنے پیارے نبیﷺ کوحکم دیا کہ اپنی امت کوان کی زبان اور عادت (ولغت) کے موافق الفاظ میں قرآن پڑھائیں چنانچہ

① ہذیل حتّٰی کے بجائے عتّٰی بولتے ہیں۔
② اسدی تِعلَمُونَ ،تِعلَمُ ،وَتِسوَدُّ وُجُوهٌ اورأَلَمْ إِعْهَدْ إِلَيْكُمْ میں علامت مضارع کوکسرہ سےادا کرتے تھے۔
③ بنی تمیم يُؤمِنُونَ ،شِئْتَ ، كَذَأب وغیرہ میں ہمزہ پڑھتے تھے۔
④ اورقریش ابدال کرتے تھے۔
⑤ بعض عرب قِيْلَ لَهُمْ اورغِيْضَ الْمَآءُ میں کسرہ کاضمہ سے
⑥ اوربِضَاعَتُنَا رُدَّت میں را کےضمہ کاکسرہ سے اشمام کرتے تھے۔
⑦ اور مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا میں ادغام اورضمہ کااشمام کرتے تھے۔
⑧ بعض عرب عليهم، فيهم بضمۂ ھا
⑨ اوربعض عليهمو، منهمو صلۂ ضمہ سے پڑھتے تھے۔
⑩ بعض قد أفلح ،قل أوحى، خلوا إلى میں نقل کرتے تھے۔
⑪ بعض حضرات موسى، عيسى ،اور الدنيا امالہ محضہ سے
⑫ اوربعض تقلیل (چھوٹے امالے) سے پڑھتے تھے
⑬ بعض عرب خبيرا اوربصيرا کوترقیق را سے
⑭ اوربعض الصّلوٰة اورالطلاق کولام کی تفخیم سے پڑھتے تھے۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگران حضرات میں سے کوئی گروہ یہ چاہتا کہ وہ اپنے لغت کو، اپنی بچپن اور جوانی اور کبر سنی کی پڑی ہوئی عادت کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا لغت اختیار کرے تو اس میں اس کو بڑی دشواری پیش آتی اور انتہائی محنت اٹھانی پڑتی اور عرصے تک مشق کرنے اور زبان کومسخر کرنے اورعادت کوترک کرنے کے بعد یہ ممکن ہوتا اس لیے حق سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح اس امت کو'دین کے احکام' میں آسانی دی تھی اسی طرح اپنے لطف وانعام سے قرآن کے لغات اوراس کی حرکات وسکنات میں بھی وسعت اورمتعدد طرق سے پڑھنے کی اجازت عطا فرمادی۔''

[النشر الکبیر:۱/۲۲،۲۳]

علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سبعہ احرف پرانزال قرآن کی اَجَلّ حکمت اور اَہَمّ غرض یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کی بابت عرب پرتیسیر وآسانی پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی جائے۔ احرف سبعہ پر انزال قرآن منجانب اللہ امت محمدیہ پر توسع ورحمت اور تخفیف وتیسیر کا معاملہ ہے، کیونکہ اگر عرب کا ہر قبیلہ فتح و امالہ، تحقیق وتخفیف، مد وقصر وغیرہ کے متعلق اپنی عادی وطبعی لغت کو چھوڑ کر چارو ناچار دوسرے قبیلہ کے لغت کے موافق پڑھنے کا مکلّف قرار دیا جاتا تو اس میں بہت مشقت وتنگی لازم آتی۔''

[البرهان في علوم القرآن للزركشي:۱/۲۲۷]

پنجم: وہ اَحادیث جن میں 'سبعہ احرف بمعنیٰ سبعہ انواع اختلافاتِ قراءات' پر نزول قرآن کا تذکرہ ہے جن کو قراء واہل فن اپنی اصطلاح میں 'جزوی فرش الحروف' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ وہ اَحادیث ہیں جن میں جزوِ غالب کے طور پر مختلف قراءات اور مخصوص فرشی اختلافات کی بابت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم مخاصمۂ ونزاع کا اور پھر سبعہ احرف پر نزول قرآن کے حوالے سے ہر صحابی کی قراءت کے متعلق فرمان نبوی ﷺ "قد أحسنتَ" "كذلك انزلَت" "قد أصبتَ" وغیرہ کا بیان ہے، مثلاً سورۂ فرقان کی مختلف قراءآت جَنَّةٌ نَّاكُلُ، تَشَّقَّقُ، سُرُجاً اور جَنَّةٌ يَّأكُلُ، تَشَقَّقُ، سِرَاجًا۔ کی بابت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے مابین مخاصمۂ ونزاع والی حدیث میں دونوں حضرات کا اختلاف وتنازع، فرشی اختلافات مخصوصہ کے بارے میں ہوا تھا (لغات کا اختلاف اس لیے نہ تھا کہ دونوں ہی حضرات قریشی تھے) اور حضور اقدس ﷺ نے سب ہی قراءات واختلافات اور فرش الحروف کی تصدیق وتصویب فرمائی تھی۔ [صحيح البخاری کتاب التوحید باب قول الله عزوجل فاقرؤا ما تيسر من القرآن، کتاب فضائل القرآن باب أنزل القرآن على سبعة احرف، صحيح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف، جامع الترمذی ابواب القراءآت باب ما جاء أنزل القرآن على سبعة أحرف، سنن النسائی کتاب الافتتاح، باب جامع ما جاء فی القراءة، سنن ابوداؤد: کتاب الوتر، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

وغير ذلك۔ ان احادیث میں سبعہ احرف کا مصداق 'جزوی ومخصوص فرش الحروف کی سبعہ انواعِ اختلافِ لفظی وقراءاتی'' ہیں۔

'حرف' کے اصل معنیٰ 'وجہ' اور 'نوع' کے ہیں اور یہاں قراءت وتلفظِ الفاظ قرآنیہ کی سات اوجہ وانواع مراد ہیں جو بقول علامہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ الحصن الحصین حسب ذیل ہیں:

① تغیر حرکت مع اتحاد المعنیٰ أفٍّ، أفِّ، يَحْسَبُ، يَحْسِبُ

② تغیر حرکت مع اختلاف المعنیٰ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُم، وَقَدْ أُخِذَ مِيثَاقُكُمْ، وَاتَّخِذُوا، وَاتَّخَذُوا

③ تغیر حرف مع اتحاد المعنیٰ (بصطة، بسطة)

④ تغیر حرف مع اختلاف المعنیٰ دون الکتابۃ (تَبْلُوا، تَتْلُوا)

⑤ تغیر حرف مع اختلاف المعنیٰ والکتابۃ جمیعاً (أَشَدَّ مِنهُمْ، أَشَدَّ مِنكُمْ)

⑥ تقدیم وتاخیر (وَقَتَلُوا وَقُتِلُوا، اور وَقُتِلُوا وَقَتَلُوا)

⑦ زیادت ونقص حرف (وَمَا عَمِلَتْهُ، وَمَا عَمِلَتْ) اس اختلاف لفظی وقراءاتی کی توجیہ یہ ہے کہ چند مخصوص حروف وکلماتِ قرآنیہ کو کتاب اللہ کی اعجازی شان کی اظہار کی غرض سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور تنوّع وتفنن یعنی ایک ہی مضمون کو مختلف پیراؤں سے تعبیر کرنے کے لحاظ سے مختلف کیفیات بیان وصیغ تعبیر کے مطابق نازل فرمایا ہے جن کی تعلیم حضور اقدس ﷺ کو جبرائیل امین علیہ السلام نے رمضان المبارک میں قرآن کریم کے ان مختلف ومتعدد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوروں میں دی جو ہر رمضان المبارک میں وہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے مثلا ووصیٰ بھا، وأوصیٰ بھا، لئن أنجٰنا، لئن أنجیتنا، ولا تُسئل، ولا تَسئل وغیر ذلک۔

اور ظاہر ہے کہ ایک ہی مضمون ومقصد کو مختلف پیراؤں میں بیان کرنا علم فصاحت و بلاغت اور علم بیان کی خوبیوں میں سے ہے لہٰذا قرآن کریم کو ایسی خوبیوں سے بھی خالی نہیں رکھا گیا۔ پھر حدیث سبعہ احرف کے علاوہ ایسے فرش الحروف کی بابت بعض دیگر جزوی وارد روایات واحادیث بھی ثابت ہوئی ہیں جو سنن ابی داؤد اور جامع الترمذی کے ابواب القراآت میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں مثلاً مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، تَغْفِرْلَكُمْ خَطِيكُمْ، والعينُ بالعين، هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ، فَلْتَفْرَحُوا، هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُون، إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَصَالِحٍ، فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ، فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ، لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ، ولا يُوثِقُ وَثَاقَهُ۔

یہ تمام فرش الحروف اورقراءات مختلفہ، جزوی احادیث وروایات سے بھی ثابت ہیں۔اور یہ اختلاف، لغات واصول اورفروش کلیہ کے علاوہ غیبت وخطاب سے، توحید وجمع، تبدل حروف حرکات، تفنن تعبیرات اورتنوع تراکیب نحویہ وغیرہ کے لحاظ سے ان فرش الحروف اور جزوی اختلافات کے اعتبار سے ہے جو اعجاز قرآنی وتفنن عبارات کی خوبی کے موافق متعدد وجوہ اور مختلف طرق بیان کی شکل میں مستقلاً نازل ہوئے ہیں۔

مختلف قراآت کی متنوع ومعجزانہ توجیہات وتعبیرات کی چند مثالیں:

مثال نمبر۱: بقرۃ رکوع نمبر۲ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ میں دو قراءتیں ہیں۔ایک اسی طرح بابِ ضَرَبَ سے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ''منافقین کے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے'' دوسری بِمَا كَانُوْا يُكَذِّبُوْنَ باب تفعیل سے، جس کے معنی یہ ہیں کہ ''بسبب اس کے کہ وہ جھٹلاتے بھی تھے۔فیا سبحان اللہ!

مثال نمبر۲: بقرہ رکوع نمبر۴ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا میں دو قراءتیں ہیں۔ایک اسی طرح فَأَزَلَّهُمَا ازلال سے، جس کے معنی یہ ہیں کہ ''شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام دونوں کو جنت سے پھسلا دیا'' دوسری فَأَزَالَهُمَا ازالہ سے، جس کے معنی یہ ہیں کہ ''شیطان نے ان دونوں کو جنت سے ہٹا دیا اور دور کر دیا۔پس ان کی اس عیش سے نکال دیا جس میں وہ تھے'' ظاہر ہے کہ پھسلانے کے نتیجے ہی میں دونوں کو جنت سے نکالا گیا لہٰذا دونوں قراءتوں کی تعبیرات کا حاصل مفہوم ایک ہی ہو۔افیا سبحان اللہ!

مثال نمبر۳: بقرہ رکوع نمبر۴ ﴿فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ﴾ بنصب اٰدَمُ ورفع كَلِمٰتٌ۔میں دو قراءتیں ہیں ایک اسی طرح برفع اٰدَمُ ونصب كَلِمٰتٍ۔ جس کے معنی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی جانب سے کچھ دعائیہ کلمات حاصل کر لئے۔دوسری فَتَلَقّٰى اٰدَمَ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٌ بنصب ادم ورفع كَلِمٰتٌ۔

جس کا معنی یہ ہیں کہ ''آدم علیہ السلام کو اپنے پروردگار کی جانب سے چند کلمات حاصل ہو گئے'' پہلی قراءت حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری کے لحاظ سے ہے جبکہ دوسری قراءت بارگاہ الٰہی میں اس گریہ وزاری کی قبولیت اور پھر اس کے نتیجے میں عطاء کلمات کے ذکر پر مشتمل ہے۔فیا سبحان اللہ۔

مثال نمبر۴: بقرہ رکوع نمبر۶ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ میں دو قراءتیں ہیں ایک اسی طرح وَلَا يُقْبَلُ بیا التذکیر، کیونکہ شَفَاعَةٌ کی تانیث غیر حقیقی اور صرف لفظی ہے اور فعل وفاعل میں منہا کا فاصلہ بھی ہے اس لیے اس کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تذکیر کی یاء سے پڑھا گیا جیسا کہ فَقَدْ جَآءَ کُمْ بَيِّنَةٌ انعام رکوع نمبر۲۰ اور لَوْ لَآ أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ القلم رکوع نمبر۲ میں بھی فاعل کی لفظی تانیث کی وجہ سے تذکیر آئی ہے دوسری وَلَا تُقْبَلُ بتاء التانیث کیونکہ اس کا فاعل شَفَاعَةٌ ہے جولفظاً مؤنث ہے اس لیے فعل کا مؤنث لانا بھی بلاشبہ درست ہے۔ فیا سبحان اللہ

مثال نمبر۵: بقرہ رکوع نمبر۶ وَأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهُ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح بالتوحید، کیونکہ خطیئہ سے مراد کفر اور جنس کبائر ہے دوسری خَطِيْئَاتُه بالجمع، کیونکہ خطیئات سے مراد کبیرہ گناہ ہیں جو متعدد ہیں نیز کفار بہت سے ہیں جن پر آیت کا آخر فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ دال ہے یا کفر پر قائم رہنے کو بار بار گناہ کے مرتبے میں قرار دیا گیا ہے۔ فیا سبحان اللہ۔

مثال نمبر۶: بقرہ رکوع نمبر۱۵ فَأُمَتِّعُهُ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح بتشدید التاء، باب تفعیل سے، جو کثرت پر دال ہے یعنی "میں کافروں کو تھوڑے زمانے اور صرف دنیوی زندگی کی حد تک خوب سامان عیش دوں گا" دوسری فَأُمْتِعُهُ بتخفیف التاء، باب افعال سے اور یہ قَلِيْلًا کے مناسب ہے جو بعد میں آ رہا ہے یعنی "بمقابلۂ نعمائے آخرت میں کافروں کو صرف دنیوی زندگی کا تھوڑا بہت سامان عیش دونگا" حاصل یہ ہے کہ تکثیر بلحاظ نعمائے دنیا اور تقلیل بمقابلۂ نعمائے آخرت ہے، ظاہر ہے کہ دونوں ہی قراء تیں اپنی اپنی جگہ برحق ہیں۔ فیا سبحان اللہ

مثال نمبر۷: بقرہ رکوع نمبر۱۶ أَمْ تَقُوْلُوْنَ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح بتاء الخطاب، اس میں ماقبل کے چار خطابات قُلْ أَتُحَاجُّوْنَنَا، وَرَبُّكُمْ، وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور بعد کے دو خطابات ءَ أَنْتُمْ، عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ان چھ ضمائر خطاب کی رعایت ہے دوسری أَمْ يَقُوْلُوْنَ بیاء الغیب، اس میں ماقبل کی پانچ ضمائر غیب فَإِنْ اٰمَنُوْا، فَقَدِ اهْتَدَوْا، وَإِنْ تَوَلَّوْا، فَإِنَّمَا هُمْ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کی رعایت ہے نیز اس میں قل أتحاجّوننا وغیرہ کے خطابات کے لحاظ سے خطاب سے غیب کی طرف التفات کی خوبی بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ سورۂ یونس رکوع نمبر۳ میں ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ﴾ کے بعد ﴿وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ﴾ میں بھی خطاب سے غیب کی طرف التفات ہے۔ فیا سبحان اللہ!

مثال نمبر۸: بقرہ رکوع نمبر۲۸ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح حَتّٰى يَطْهُرْنَ باب کَرُمَ سے، اس کے معنی یہ ہیں کہ "حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جبکہ خون کی بندش کے ذریعہ بس نفس طہر انہیں حاصل ہو جائے۔" یہ ان عورتوں کے بارے میں ہے جن کا خون پورے دس دن پر بند ہوا ہو، دوسری حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ بابِ اِفَّعُّل سے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ "حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جبکہ وہ خوب پاک صاف ہو جائیں" یعنی خون کی بندش کے بعد غسل بھی کر لیں، کیونکہ تخفیف کے مقابلہ میں تشدید معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، یہ ان عورتوں کے متعلق ہے جن کا خون دس دن سے کم پر بند ہوا ہو ان سے بغیر غسل کیے صحبت جائز نہیں اس طرح دو قراء توں میں سے ہر قراء ت ایک مستقل حکم اور معنی پر دلالت کر رہی ہے۔ فیا سبحان اللہ!

مثال نمبر۹: نساء رکوع نمبر۱۳ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾ میں دو قراء تیں ہیں ایک اسی طرح فَتَبَيَّنُوْا، اس کے معنی یہ ہیں کہ "کسی نو مسلم کو جلد سے قتل نہ کر دو بلکہ تحقیق کر لو۔" دوسری فَتَثَبَّتُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے معنی یہ ہیں کہ ''اطمینان سے کام لو جلدی نہ کرو'' ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں کوئی ضدیت نہیں کیونکہ اوّلا اطمینانیت وسکون سے کام لیا جائے گا تو ثانیاً اسی کے نتیجے میں تحقیقِ صورتِ حال کا وُقوع ہوگا۔ فیا سبحان اللہ

❁ **مثال نمبر ۱۰:** مائدہ رکوع نمبر ۲ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ میں دو قراءتیں ہیں ایک اسی طرح وَاَرْجُلَكُمْ بنصب اللام اس کے معنی یہ ہیں کہ ''وضو میں دونوں ٹخنوں تک پاؤں کا دھونا مطلوب ہے'' کیونکہ اس صورت میں یہ لفظ وُجُوْهَكُمْ پر معطوف ہوگا جو مغسول ہے۔ دوسری وَاَرْجُلِكُمْ بجر اللام اس کا مفہوم یہ ہے کہ ''وضو میں پاؤں کا مسح مطلوب ہے'' کیونکہ اس صورت میں یہ بِرُءُ وسِكُمْ کے لفظ رُءُ وسِكُمْ پر معطوف ہوگا جو ممسوح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی تشریح یوں فرما دی کہ یہ دو مختلف حالتوں کے لحاظ سے دو مستقل احکام شرعیہ ہیں کہ مسح (علی قراءۃ الجرّ) موزے پہنے والے کے لئے ہے اور غسل (علی قراءۃ النصب) موزے نہ پہنے والے کے لئے ہے۔ فیا سبحان اللہ! [النشر: ۲۸/۱، ۲۹، مناھل العرفان للزرقانی: ۱۴۰/۱، ۱۴۱، مقدمۂ کتاب المبانی: ۲۳۰، ۲۳۱]

دورِ عثمانی میں بعض غیر فصیح سبعہ احرف ولغات کی موقوفیت

دورِ عثمانی کے مصاحفِ عثمانیہ میں 'سبعہ کلماتِ مترادفات' کے ان مواقع میں جن میں الفاظ کئی تھے مگر معنی سب کے ایک ہی تھے ہر ہر جگہ حرفِ قریش کے مطابق صرف ایک ایک اسی کلمۂ مترادفہ کو باقی رکھ کر، جس کے موافق اولاً قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ عثمانی مصاحف لکھے گئے اور بقیہ چھ لغاتِ مترادفہ کا ان مصاحف میں قطعاً لحاظ نہ رکھا گیا مثلاً قل تعالوا، قُلْ هَلُمَّ میں اَقْبِلُوْا اَسْرِعُوْا اِعْجَلُوْا اور تَعَالٰى اَقْبِلْ اَسْرِعْ اِعْجَلْ کا اور مَشَوْا فِيْهِ میں مَرُّوْا فِيْهِ سَعَوْا فِيْهِ کا اور لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا میں اَخِّرُوْنَا اُرْقُبُوْنَا کا اور وَاَقْوَمُ قِيْلًا میں اَصْوَبُ قِيْلًا اَهْيَا قِيْلًا کا لحاظ نہ رکھا گیا۔

مگر مترادفات کے علاوہ ''سبعہ لغاتِ عرب'' اور ''سبعہ انواعِ اختلافِ قراءت'' کا ان مصاحف عثمانیہ میں عرضۂ اخیرہ اور لغتِ قریش کی روشنی میں یقیناً لحاظ رکھا گیا تھا۔ اور ان کو ثابت وبدستور رکھا گیا تھا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ دورِ عثمانی میں قریشی حرف ولغت و وجہ اختلافی کو توحسبِ سابق کلی طور پر باقی رکھا گیا تھا اور اس کا کوئی فرد بھی موقوف نہ کیا گیا تھا لیکن غیر قریشی باقی چھ احرف ولغات وانواعِ اختلافِ قراءت میں سے جزوِ غالب کے طور پر صرف ان احرف ولغات واختلافاتِ قراءت کو باقی رکھا گیا تھا جو اس عرضۂ اخیرہ اور آخری دورِ نبوی میں بھی مقروء ہوئے تھے جو حضور امین ﷺ نے آخری سال وفات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ماہِ رمضان المبارک میں فرمایا تھا اور لغتِ قریش کے تابع ہوکر وہ لغات واختلافات عند قریش بھی معتبر ومتداول ومقبول ومستعمل ہونے لگ گئے تھے اور انہیں کی لغت میں شامل ہو گئے تھے۔

عرضۂ اَخیرہ کے مطابق اختلافاتِ قراءت

نیز غیر قریشی لغاتِ ستہ فصیحہ معتبرہ عند قریش غیر منسوخ کی امثلہ

① امالہ نجد تمیم کا قیس کا لغت

② فُعل کے وزن میں عین کلمہ کا سکون مثلاً عُذْرًا اَوْ نُذْرًا، نُكْرًا يُسْرًا تمیم اسد قیس کا لغت

③ ضَعف میں ضاد کا فتحہ تمیم کا لغت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

④ ہمزۂ ساکنہ کی تحقیق مثلاً یُؤْمِنُوْنَ ، کَدَاْبِ بِئْسَ وَغیرہ تمیم کا لغت
⑤ بزَعْمِهِمْ میں زا کا ضمہ اسدی لغت
⑥ يَقْنَطُ میں نون کا فتحہ نجد کا لغت
⑦ مَنْ يَّرْتَدَّ میں اسی طرح ادغام تمیم کا لغت
⑧ خُطُوٰتِ میں طا کا سکون تمیم و بعض قیس کا لغت
⑨ قِيْلَ وَغیرہ میں اشمام عقیل اسد قیس کا لغت
⑩ یا آت زوائد وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِيۦ، يَوْمَ يَأْتِۦ لَا تَكَلَّمُ وغیرہما میں یا کا حذف ہذیل کا لغت
⑪ يٰٓأَيُّهُ السّٰحِرُ وغیرہ میں ہا کا ضمہ بنی اسد کا لغت
⑫ لمبی تا مثلا ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ ،يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ وغیرہما وقف بالتّا (رحمت نعمت) بنی طے کا لغت (اورمروّجۂ غالب روایت حفص میں بھی ان میں سے اکثر وبیشتر لغات مقروء وموجود ہیں) وغیر ذلک۔

دورِ عثمانی میں ایسے اختلافاتِ قراءات اور ایسے لغات قطعاً منسوخ نہ ہوئے تھے بلکہ بحال وبدستور ہی رہے تھے۔ البتہ ان کے علاوہ حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور مبارک میں سداً لباب النزاع واعتباراً لانتهاء الحكم بانتهاء العلّة باجماع صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان بعض اختلافاتِ قراءات کو جو عرضۂ اخیرہ میں مقروء نہ ہوئے تھے نیز غیر قریشی ان بعض چھ احرف ولغات کو جو نہ تو عرضۂ اخیرہ میں مقروء ہوئے تھے اور نہ ہی وہ عند قریش معتبر ومقبول ومتداول ومستعمل تھے موقوف قرار دے دیا تھا۔مثلاً وَجَاءَ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ والا اختلاف قراءات موقوف فرما دیا جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھا۔سورۃ الیل میں وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى والی قراءات کی ممانعت فرما دی جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھی۔ سورۃ الذاریات میں اِنِّي اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ والی قراءات موقوف فرما دی جو عرضۂ اخیرہ میں نہ تھی۔اسی طرح حَتّٰی کہ جگہ عَتّٰی بلغة هذيل پڑھنے کی اجازت موقوف فرما دی۔علامت مضارع کا کسرہ تِعْلَمُوْنَ ،اِعْهَد وغیرہ بلغة اسد پڑھنا ناجائز قرار دے دیا، ردُّوا میں بلغة بنی تمیم را کو کسرہ سے پڑھنے کی ممانعت فرما دی، کیونکہ عرب لسانی تعصب کا جو اندیشہ شروع زمانۂ اسلام میں تھا اب اس کا خاتمہ ہو چکا تھا لہٰذا صرف لغات معتبرہ عند قریش پر اکتفا کیا گیا۔اور پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع واتفاق سے لغات غیر معتبرہ عند قریش کی اجازت موقوف کر دی گئی......

عرضۂ اخیرہ میں غیر میں غیر مقروء اختلافاتِ قراءات

نیز غیر قریشی لغات ستۂ منسوخہ شاذہ غیر فصیحہ غیر معتبرہ عند قریش کی بعض دیگر امثلہ

① إِذَا جَاءَ فَتْحُ اللّٰهِ وَالنَّصْرُ
② فَالْيَوْمَ نُنَحِّيْكَ بِبَدَنِكَ
③ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّ قَدْ تَبَّ
④ جملہ قراءات تفسیریہ مثلاً سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ میں أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کے بعد فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔ سورۃ الانفال رکوع ۱۰ میں وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ۔سورۃ الجمعہ رکوع ۲ میں فَامْضُوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔سورۃ القارعہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کَالصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ ۔سورۃ الکہف ۱۰ میں یَاخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ صَالِحَۃٍ غَصْبًا ۔سورۃ المائدہ رکوع ۶ میں فَاقْطَعُوْا اَیْمَانَھُمَا ۔اسی سورت کے رکوع ۱۲ فَصِیَامُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ۔سورۃ یس رکوع ۲، ۴ میں اِنْ کَانَتْ اِلَّا زَقِیَّۃً وَّاحِدَۃً سورۃ الاحزاب رکوع ۱ میں وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ وَھُوَ اَبُوْھُمْ.سورۃ الاسراء رکوع ۳ میں وَوَصّٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا الخ ۔سورۃ الفاتحہ میں صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ... وَغَیْرِ الضَّآلِّیْنَ۔سورۃ الواقعہ رکوع ۳ میں وَتَجْعَلُوْنَ شُکْرَ کُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ ۔سورۃ النساء رکوع ۲ میں وَلَہٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنْ اُمٍّ۔سورۃ البقرۃ رکوع ۳۱ میں وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ۔سورۃ القلم رکوع ۲ میں وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْھِقُوْنَکَ۔سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ میں وَعَلَی الَّذِیْنَ یَطَّوَّقُوْنَہٗ۔وغیرہ ذلک

⑤ بِزِعْمِھِمْ میں زا کسرہ ،بعض بنی تمیم وقیس کی لغت
⑥ یَقْنُطُ میں نون کا ضمہ بھی بعض تمیم وقیس کی لغت جو باب نصر سے ہے۔
⑦ قِیْلَ کے بجائے قُوْلَ بنی فقعس کی لغت
⑧ غَیْرَ یَاسِنٍ بنی تمیم کی لغت
⑨ مَا ھٰذَا بَشَرٌ بلغت ہذیل
⑩ أَنَّ کی بجائے عَنَّ بلغت تمیم
⑪ اَعْطٰی کی جگہ اَنْطٰی بلغت سعد بن بکر وہذیل وغیرہما
⑫ أَنَّکَ کی بجائے عَنَّکَ بلغت قیس واسد وغیر ذلک

عہد عثمانی میں یہ تمام لغاتِ غیر معتبرہ عند قریش منسوخ کردی گئی تھیں ۔اب اگر لغت قریش کی تابعیت سے قطع نظر کر کے فی حد ذاتہ ان باقی چھ احرف ولغات معتبرہ عند قریش کی طرف نظر کی جائے جو اوّلاً مذکور ہوئیں مثلاً امالہ،سکون عین فعل ،فتحہ ضعف ، تحقیق ہمزۂ ساکنہ وغیرہ تب تو یہ کہا جائے گا کہ دورِ عثمانی میں ساتوں ہی حروف ولغات کو باقی رکھا گیا تھا اگر چہ ان میں کلیت واغلبیت کا فرق ضروری تھا لیکن اگر لغت قریش کی تابعیت کو ملحوظ رکھ کر متبوع اور اصل لغت قریش کی طرف نظر کی جائے تو پھر مجازاً بایں معنی کہ تابع محکم متبوع ہی ہوتا ہے یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ دورِ عثمانی میں صرف لغتِ قریش ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور اس کے علاوہ باقی چھ احرف ولغات کو جزوِ مغلوب کے طور پر موقوف قرار دے دیا گیا تھا۔

باقی لغت قریش کو متبوع اس لیے کہا گیا کہ وہ جامع اللغات ہونے کے سبب باقی چھ احرف ولغات کے بعض اجزاء کو بھی شامل ومحیط وحاوی تھی اس بنا پر مجازاً ان بعض احرف ولغات ستہ باقیہ معتبرہ عند قریش کو بھی لغت قریش ہی کا نام دے دیا گیا۔

لغت قریش کے جامع اللغات ہونے اور مصاحف عثمانیہ میں جملہ سبعۂ احرف کی بقائیت کے چند دلائل کا تذکرہ

❁**دلیل نمبرا:** صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے 'کتاب فضائل القرآن' میں ایک باب کا یہ عنوان قائم فرمایا ہے:
باب أنزل القرآن بلسان قریش والعرب قرآنا عربیا بلسان عربی مبین اور پھر اس کے تحت جمع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمانی کی بابت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت فرمائی ہے:

قال عثمان لهم إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت فی عربية القرآن فاكتبوها بلسان قريش فإن القرآن أنزل بلسانهم ففعلوا [صحيح البخاري]

اس حدیث کے ترجمۃ الباب میں 'بلسان قریش' کے ساتھ ''والعرب'' کے اضافہ سے امام بخاری کا یہی مقصد ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ کی صرف رسم الخط تو خاص 'اصل قریشی لغت' ہی کے اتباع کا حکم صادر فرمایا تھا مگر قراءتاً ان مصاحف عثمانیہ میں جملہ سبعہ اَحرف ولغاتِ عرب موجود تھے (لغت قریش بالکلیہ، لغات ستہ بالاغلبیۃ) نیز یہ کہ لغت قریش میں نزول قرآن کا مقصد یہ ہے کہ بالجملہ قرآن سب ہی لغات عربیہ میں اترا ہے، کیونکہ لغت قریش بقیہ تمام لغات عرب کے جزوی حصے پر مشتمل وحاوی تھی جس کا پس منظر یہ تھا کہ قریش باقی قبائل سے اختلاط رکھتے تھے اور ان کی لغات میں سے جید وفصیح لغات کی چھانٹی کر کے انہیں اپنی لغت میں شامل کرلیا کرتے تھے، لہٰذا لغت قریش میں نزول قرآن کا مقصد یہ ہے کہ بالجملہ قرآن سب ہی لغات عربیہ میں اترا ہے اور حدیث ہذا کے ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی ہدفِ مطلوب ہے۔

❁ **دلیل نمبر۲:** لغت قریش اپنے ماحول کی بہت سی لغات سے متاثر ہوئی اور دوسری لغات کے بہت سے الفاظ اور صیغ چن کر قریش نے اپنی لغت میں شامل کر لئے تھے جس کے متعدد عوامل ومواقع انہیں مہیا ہوتے تھے مثلاً وہ بیت اللہ کے مجاورین اور مرجع الخلائق تھے، سردی وگرمی میں قریش دو اسفار کرتے تھے، عرب میں متعدد بازار لگتے تھے، شعر ونقدِ ادبِ عربی کی مختلف مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں پس جب ہم لغتِ قریش بولتے ہیں تو گویا ہم اس سے وہ پوری لغت عربیہ مشترکہ مراد لیتے ہیں جو عرب کے ان جملہ چیدہ چیدہ فصیح ادباء، شعراء، خطباء کی متشرکہ زبان تھی جنہیں قرآن نے اپنے مثل صرف ایک سورت یا صرف ایک جملہ ہی بنا کر پیش کرنے کا چیلنج کیا تھا۔

❁ **دلیل نمبر۳:** وكانت قريش أجود انتقاءً لا فصح الالفاظ وأسهلها على اللسان عند النطق وأحسنها جرساً وإيقاعا فى السمع وأقواها إبانة عما يختلج فى النفس من مشاعر وأحاسس وأوضحها تعبيراً عما يجول فى الذهن من فكر ومعان لذلك غدت قريش أفصح العرب [الصاحبی فی فقه اللغة:۲۳]

'قریش' دیگر قبائل کے لغات ولہجات میں سے انتخاب وچناؤ کے بارے میں سب سے زیادہ باذوق واقع ہوئے تھے کہ وہ ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے جو انتہائی فصیح ہوتے، بولتے وقت زبان پر بہت آسان، سننے میں پر شوکت، اندرونی جذبات واحساسات کے اظہار میں سب سے قوی اور ذہنی افکار ومعانی کی تعبیر میں انتہائی واضح ہوتے تھے لہٰذا قریش افصح العرب قرار پائے۔''

❁ **دلیل نمبر۴:** قال الفراء: كانت العرب تحضر الموسم فى كل عام وتحج البيت فى الجاهلية، وقريش يسمعون لغات العرب فما استحسنوه من لغاتهم تكلموا به فصاروا أفصح العرب وخلت لغتهم من مستبشع اللغات ومستقبح الالفاظ وذهب ثعلب فى اماليه مذهب الفراء [المزهر:۱/۲۱۱،۲۲۱]

''فراء کہتے ہیں کہ عرب ہر سال موسم میں آتے اور جاہلیت کے طریقے پر حج کرتے تھے، قریش اس موقع پر سب عرب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لغات سنتے اور جولغت انہیں اچھی لگتی اسے بولنا شروع کر دیتے تھے اس طرح وہ افصح العرب بن گئے اور ان کی لغت کریہ وقبیح الفاظ سے خالی ومحفوظ ہوگئی۔امالی میں ثعلب نے بھی یہی فراء رحمہ اللہ والی تقریر کی ہے۔‘‘

❁**دلیل نمبر۵:**كان القرشيون يستملحون ماشاءُ وْا ويصطفون ما راق لهم من الفاظ الوفود العربية القادمة إليهم من كل صوب وحدب ثم يصقلونه ويهذبونه ويدخلونه فى دائرة لغتهم المرِنة التى اذغن جميع العرب لها بالزعامة وعقدوا لها راية الامامة وعلىٰ هذه السياسية الرشيدة نزل القرآن على سبعة أحرف يصطفىٰ ماشاء من لغات القبائل العربية على نمط سياسة القرشيين بل أوفق، ومن هنا صحّ أن يقال أنه نزل بلغة قريش لأن لغات العرب جمعاء تمثَّلت فى لسان القرشيين بهذا المعنى [مناهل العرفان:۱/۱۳۹،۱۴۰]

’’قریش کے لوگ موسمِ حج اورعرب کے بازاروں میں نشیب وفراز سے آنے والے وفودعرب کے الفاظ میں سے جن الفاظ کوملیح ولطیف سمجھتے ان کا چناؤ کر لیتے تھے اور پھر مزید تنقیح وتہذیب کے بعد انہیں اپنی اس مسلّمہ متفقہ ٹکسالی لغت کے دائرہ میں شامل کر لیتے جس کی مقتدائیت سب عرب کے یہاں مسلّم تھی، اسی سیاست راشدہ کے موافق قرآن کریم سبعہ احرف پر نازل ہوا، قرآن نے قریشیوں کی سیاست کے اندازے سے کہیں اونچے معیار پر قبائل عرب کی لغات میں سے جولغات چاہیں منتخب کرلیں۔یہی وہ نکتہ ہے جس کی بناء پر یہ کہنا یقیناً صواب وحق ہے کہ ’’قرآن لغت قریش پر نازل ہوا ہے‘‘ کیونکہ اس نکتے کی روشنی میں کل عرب کی سب لغتیں قریشیوں کی ایک ہی لغت میں متشخص ومجتمع ہوگئی تھی۔‘‘

❁**دلیل نمبر۶:**ولا يغيبن عن بالك أن هذه اللغات كلها تمثّلت فى لغة قريش باعتبار أن لغة قريش كانت المتزعمة لها والمهيمنة عليها ولآخذة منها ما تشاء مما يحلولها ويرِقّ فى ذوقها ثم يأخذه الجميع عنها حتى صح أن يعتبر لسان قريش هو اللسان العربى العام وبه نزل القرآن [مناهل العرفان:۱/۱۷۴]

’’اس بات سے آپ کی توجہ ہرگز نہ ہٹنے پائے کہ لغت قریش جملہ لغات عرب کی قائد ومحافظ تھی، دوسری لغات کے جن الفاظ میں اہل قریش مٹھاس پاتے اوران کے ذوق میں وہ الفاظ لطیف وفصیح ہوتے اولاً قریش انہیں اخذ کرتے اور پھر ان کی اقتداء میں باقی سب لوگ بھی انہیں اپنے استعمال میں لانے لگتے تھے، اس اعتبار سے لغت قریش میں ان سب لغات کا تشخص موجود ہے اوراس بناء پر یہ کہنا درست ہے کہ ’’لسانِ قریش ہی عمومی لسانِ عربی ہے اوراسی میں قرآن نازل ہوا ہے۔‘‘

❁**دلیل نمبر۷:**ان الوجوه السبعة التى نزل بها القرآن الكريم واقعة كلها فى لغة قريش، ذالك أن قريشاً كانوا قبل مهبط الوحى والتنزيل قد داوَرُوا بينهم لغات العرب جميعاً وتداولوها وأخذوا ما استملحوه من هؤلاء وهؤلاء فى الاسواق العربية ومواسمها وايّامها ووقائعها وحجها وعمرتها ثم استعملوه واذاعوه بعد ان هذّبوه وصقّلوه وبهذا كانت لغة قريشٍ مجمع لغات مختارة منتقاة من بين لغات القبائل كافّةً

[مناهل العرفان:۱/۱۸۲،۱۸۳]

’’وجوہ سبعہ جن کے موافق قرآن کریم نازل ہوا ہے یہ سب لغتِ قریش ہی کے اندر واقع ہیں۔جس کا پس منظر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ قریش زمانہ قبل از نزول وحی وقرآن میں سب لغاتِ عرب کی چھان پھٹک کرتے تھے اور بازار ہائے عرب، مواسم عرب، تاریخی واقعاتِ عرب نیز حج وعمرہ کے مواقع پر جائزہ لیا کرتے تھے اور ہر قبیلے کی لغات میں سے جو الفاظ انہیں چاشنی دار لگتے انہیں اخذ کرلیا کرتے اور پھر مزید تہذیب وتنقیح کے بعد ان کا اپنی زبان میں استعمال شروع کر دیا کرتے تھے اس طرح لغت قریش، قبائل عرب کی جملہ لغات میں سے پسندیدہ ومنتخب الفاظ کا مرکز واجتماعی نقطہ قرار پا گئی۔‘‘

❁ **دلیل نمبر ۸:** علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

”قول من قال إن القرآن نزل بلغة قريش معناه عندی ’فی الاغلب‘ - والله أعلم - لأن غير لغة قريش موجودة فی صحيح القراء ات من تحقيق الهمزات ونحوها وقريش لا تهمز‘‘

[تفسیر القرطبی: ۴۳/۱]

’’جس قائل نے یہ کہا ہے کہ ’’قرآن لغت قریش میں نازل ہوا ہے‘‘ میرے نزدیک اس کا مقصد یہ ہے کہ ’’اکثر وبیشتر ایسا ہی ہے‘‘ واللہ اعلم - وجہ یہ ہے کہ قراءات صحیحہ میں غیر لغت قریش بھی موجود ہے مثلاً ہمزات وغیرہ کی تحقیق (بلغة تمیم) باوجودیکہ قریش تحقیق نہیں کرتے (بلکہ ابدال کرتے ہیں)‘‘

❁ **دلیل نمبر ۹:** اختلافاتِ قراءات کی بابت مصاحف عثمانیہ میں باہم خلافات پائے جاتے ہیں مثلاً

① مصاحف اہل مدینہ وشام میں سورۂ بقرۃ رکوع ۱۶ میں وَاَوۡصٰی بِهَا اور مصحف کوفیین میں وَوَصّٰی بِهَا مرسوم تھا۔

② مصحف اہل حرمین میں سورۃ الانعام رکوع ۸ میں لَئِنۡ اَنۡجَیۡتَنَا اور مصحف کوفیین میں لَئِنۡ اَنۡجٰنَا مرسوم تھا۔

③ مصاحف مکیہ وشامیہ میں سورۃ الاسراء رکوع ۱۰ میں قُلۡ کی بجائے قَالَ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ مرسوم تھا۔

④ مصاحف مدنیہ وشامیہ میں سورۃ الحدید رکوع ۳ میں فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِیُّ کی بجائے فَاِنَّ اللّٰهَ الۡغَنِیُّ بحذف هو مرسوم تھا، وغیر ذلک۔

اگر مصاحف عثمانیہ میں صرف ایک ہی اختلافی وجہ ہوتی تو قطعاً ان کے مابین اس قسم کے خلافات نہ پائے جاتے۔ معلوم ہوا کہ جزوی فرش الحروف اور مخصوص کلمات خلافیہ کی بابت عرضۂ اخیرہ والے جملہ سبعہ اختلافاتِ قراءت مصاحف عثمانیہ میں موجود تھے۔

❁ **دلیل نمبر ۱۰:** دورِ عثمانی کے مصاحف میں سبعہ لغات وسبعہ اختلافاتِ قراءت کی بقائیت کی ایک قوی ترین دلیل یہ ہے کہ دور عثمانی کی رسم میں جو مصاحف لکھے گئے تھے وہ غیر منقوط اور غیر مشکل وبے اعراب تھے تاکہ حرف قریش کے علاوہ دیگر احرف ولغات کی نیز جملہ سبعہ اختلافاتِ قراءت کی بھی رعایت برقرار رہ سکے مثلاً موسیٰ میں سین کی کھڑی زبر تاکہ امالے والے لغت کی رعایت بھی ملحوظ رہے۔ وزن فُعل میں عین کلمہ کو سکون سے خالی رکھا تاکہ یہ لفظ لغت ضمہ کا بھی حامل ہو سکے ضُعف میں ضاد کا ضمہ نہ لکھا تاکہ یہ فتحہ والے لغتِ تمیم کو بھی شامل ہو جائے یُؤۡمِنُوۡنَ وغیرہ میں واو پر جزم نہ بنائی تاکہ تحقیق ہمزہ والے لغت تمیم کی بھی رعایت ملحوظ رہے۔ بِزَعۡمِهِمۡ میں زا کو فتحہ سے خالی رکھا تاکہ یہ لفظ ضمۂ زا والے اسدی لغت کا بھی حامل ہو سکے۔ وَلَا یُقۡبَلُ بقرۃ رکوع ۶ میں یا کے نیچے دو (۲) نقطے نہ بنائے تاکہ تا والی قراءت بھی ظاہر ہو جائے۔ قَدَرُهٗ، بقرہ رکوع ۳۱ میں دال پر زبر نہ بنائی تاکہ جزم والی قراءت کی بھی گنجائش رہے۔ هَیۡتَ میں ہا کو زبر سے، یا کو دو نقطوں سے اور تا کو زبر سے خالی رکھا تاکہ یہی ایک رسم هَیۡتُ، هِیۡتَ، هِئۡتَ والی لغات وقراءات کو بھی شامل ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان مصاحف عثمانیہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقاط واعراب سے خالی رکھا تاکہ وہ مصاحف جملہ لغات واختلافات واحرف وقراءات کے حامل ہوسکیں ، یہ قول علامہ ابن الجزری اور علامہ قرطبی وامام ابوعمرو الدانی رحمہم اللہ وغیرہم سے منقول ہے۔

اس پورے بیان سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ میں حرف ولغت قریش کے علاوہ دیگر لغات واحرف کو بالکلیہ ہی منسوخ نہ فرمایا تھا بلکہ صرف الجزئیہ نادراً اوقلیلاً فقط انہی لغات کوموقوف فرمایا تھا جوعند قریش معتبر ومتداول ومستعمل نہ تھے۔ باقی بالاغلبیہ ان احرف ولغات ستہ کو یقیناً ثابت و باقی رکھا تھا جوقریش کے نزدیک معتبر ومتداول ومستعمل تھے۔ نیز اس تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محض سطحی نظر میں جوبعض حضرات علمائے کرام یہ فرمادیا کرتے ہیں کہ عہدعثمانی میں صرف ایک ہی لغت باقی رہ گیا تھا اور باقی سب لغات ختم ہو گئے تھے اس لیے آج اختلافِ قراءت کی گنجائش نہیں یہ بات سراسر خلاف واقعہ ہے کیونکہ حالیہ جملہ قراءات عشرہ لغت قریش اور اس کے توابع باقی لغات ستہ فصیحہ معتبرہ عندقریش کی روشنی میں اس آخری عرضے والے سبعہ لغات وسبعہ وجوہِ اختلافی قراءت کے مطابق مدوّن ہوئی ہیں جوحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری سال وفات میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ ماہِ رمضان المبارک میں فرمایا تھا۔ اس مضمون کی مزید تفصیلات وتحقیقات ناچیز رقم کی تازہ ترین تالیف ’’دفاع قراءات‘‘ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

شبـــہ:

یہ ہے کہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے بقول دورعثمانی میں سبعہ احرف میں سے صرف ایک قریشی حرف ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور باقی غیر قریشی چھ احرف کوموقوف قرار دے دیا گیا تھا، پھر سبعہ احرف کی بقائیت کا قول کیونکر درست ہوا؟

الجـــواب:

طبری رحمہ اللہ نے جمع عثمانی میں سبعہ احرف میں سے جوصرف ایک ہی حرف قریش کے بقاء کا قول کیا ہے طبری رحمہ اللہ کے یہاں راجح اور آخری تحقیق کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں بدوی قسم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رعایت کی وجہ سے سات کلمات ولغات کی حد تک ہم معنی متبادل کلمہ ولغت پڑھنے کی اجازت تھی لیکن پھر اولاً حضور علیہ السلام کی حیات مبارکہ ہی میں یہ اجازت ختم کر دی گئی اس کے بعد ثانیاً جمع عثمانی کے وقت ان ستہ مترادفات کی منسوخیت کی مزید اشاعت وتشہیر کی گئی اب خاص اس ایک ہی قریشی کلمۂ مترادفہ کے پڑھنے کی اجازت ہے جس کے مطابق اولاً قرآن کریم نازل ہوا تھا مثلاً هَلُمَّ کی جگہ تَعَالَ پڑھنے کی اجازت قطعاً موقوف قرار دے دی گئی ۔ علامہ طبری رحمہ اللہ قطعاً اس کے قائل نہیں کہ ’’سبعہ لغات غیر مترادفات‘‘ اور سبعہ وجوہ انواع اختلافِ قراءت‘‘ میں سے بھی صرف ایک ہی قریشی لغت اور صرف ایک ہی اختلافی وجہِ قراءت پڑھنے کی اجازت ہے اور باقی چھ لغات اور چھ اختلافی وجوہ قراءت ختم کردی گئی ہیں۔ اس کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری رحمہ اللہ نسخ مترادفات ستہ کے باوجود اختلافِ قراءت کے یقیناً مثبت وقائل ہیں جیسا کہ

① تفسیر طبری میں مختلف قراءات کا تذکرہ موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② نیز طبری مقدمہ 'کتاب المبانی ص:۲۳۰ میں فرماتے ہیں:
"أن القراء ات التی تختلف بها المعنى صحیحة منزلة من عند الله ولكنها خارجة من هذه السبعة الأحرف"
''یہ سب قراءات جن میں معانی بھی مختلف ہو جاتے ہیں صحیح اور منجانب اللہ نازل شدہ ہیں ولیکن بایں ہمہ یہ ان سبعہ احرف (بمعنی کلمات مترادفہ مختلفۃ المادہ) سے خارج وجداگانہ ہیں۔''

③ نیز خود طبری رحمہ اللہ قراءۃِ حمزہ رحمہ اللہ اور روایت ورش بطور خاص پڑھا پڑھایا کرتے تھے۔ [مقدمۂ تفسیر طبری:۱۴]

④ بلکہ طبری رحمہ اللہ نے 'الجامع' نامی ایک بڑی کتاب قراءات پر تالیف کی جس میں بیس سے زائد قراءات کا تذکرہ کیا۔ [النشر:۳۴/۱] ظاہر ہے کہ یہ تمام قراءتیں 'سبعہ لغات غیر مترادفہ' اور 'سبعہ انواع اختلافِ قراءت' کی روشنی میں مدوّن ہو کر معرض وجود میں آئی ہیں لہٰذا یقیناً یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ طبری رحمہ اللہ کے یہاں بھی 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ مترادفات' اور 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغات غیر مترادفہ' اور 'سبعہ انواع اختلافِ قراءت' یہ تین مستقل انواع واقسام کی احادیث ہیں جن میں سے 'سبعہ احرف بمعنی مترادفات' والی احادیث تو صرف ابتدائے اسلام کے زمانے میں معمول تھیں اور اس کے بعد موقوف ومنسوخ ہو چکی ہیں لیکن 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ لغاتِ غیر مترادفہ' نیز 'سبعہ احرف بمعنی سبعہ انواعِ اختلاف قراءت' والی احادیث اب بھی بتفاصیل محررہ صدر یقیناً معمول وباقی ہیں اور یہ لغات واختلافات قراءت عرضۂ اخیرہ اور قریشی لغت کی روشنی میں بدستور ہیں منسوخ قطعاً نہیں۔

چنانچہ علامہ طبری رحمہ اللہ نے 'کتاب القراء ات' میں اپنی تحقیقی رائے کی ترجمانی یوں فرمائی ہے:
"کل ما صح عندنا من القراء ات أنه علّمه رسول الله ﷺ لأمته من الاحرف السبعة التی اذن الله له ولهم أن یقرؤوا بها القرآن فلیس لنا أن نخطئ من قرأ إذا کان ذلك به موافقا لخط المصحف" [الابانة:۱۲، ۲۰]
''ہر وہ قراءت جس کے متعلق بروئے صحت یہ بات ہمارے نزدیک ثابت ہو چکی ہو کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کو اس کی تعلیم دی ہے وہ ان احرف سبعہ میں سے ہے جن کے موافق اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو اور آپ کی امت کو تلاوت قرآن کی اجازت عنایت فرمائی ہے لہٰذا جب کوئی شخص ایسی قراءت پڑھے بشرطیکہ وہ رسم عثمانی کی موافقت کرنے والا ہو ہمیں قطعاً اس کی تغلیط کا حق نہیں پہنچتا۔''

والله یقول الحق وهو یهدی السبیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ